رجسٹرڈ نمبر ل ۲۰۳۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حب وطن از ملک سلیماں خوشتر — خار وطن از سنبل و ریحاں خوشتر
یوسف کہ بمصر بادشاہی می کرد — می گفت گدا بودن کنعاں خوشتر

کاکوری اخبار

ہفتہ وار

جلد | کاکوری، جمعہ، یکم اپریل ۱۹۳۸ء مطابق ۲۹ محرم الحرام ۱۳۵۷ھ | نمبر ۲۳

ادبیات

(از جناب ثاقب حسین کاظمی صاحب، متعلم انٹرنس کلاس)

(یہ غزل مسلم یونیورسٹی ہائی اسکول علیگڈھ کے مشاعرہ میں پڑھی گئی تھی)

عشق کے آغاز کا کس درجہ تلخ انجام ہے — ہاتھ ہے دل پر دعا لب پر کسی کا نام ہے
رند ہے آشام کا کیا کفر کیا اسلام ہے — توبہ تو ہے زباں پر اور لبوں پر جام ہے
ابر کیا چھایا چمن پر اپنی قسمت کھل گئی — میکدے کا در کھلا ہے اور اذن عام ہے
اتقیا ما دونوں ہاتھوں سے کلیجہ تھام لو — ضبط سے بیزار اب میرا دل ناکام ہے
میری قسمت کوئی دیکھے غیر کا دیکھے نصیب — وہ بھی کہتے ہیں کہ یہ اچھا برا بدنام ہے
ہجر میں دیتے ہیں کیسے جان آکر دیکھ لو — عاشق مہجور کا یہ آخری پیغام ہے
لٹ چکا ہندوستاں او تشنہ اب چمن — اب نہ ساقی ہے نہ محفل ہے نہ دور جام ہے
خوبی قسمت سے میں ہی شہر میں بدنام ہوں — بچے بچے کی زباں پر آج میرا نام ہے

تیرے چشم خونچکاں کا حال کیا کیجے بیاں
بادہ گلرنگ سے گویا لبالب جام ہے

---

* تم وہ دریچہ ہو جس میں سے تم دنیا کو دیکھتے ہو۔

قربانی بعض لوگوں کو بہت پسند ہے کیونکہ یہی ایک طریقہ ہے جس سے وہ بغیر قابلیت کے وہ مشہور ہو جاتے ہیں۔

(برنارڈ شا)

زندگی کے بہترین دس سال

(ریورنڈ ہارٹن نے انسان کی زندگی کو دس دس سال کے حصوں میں اسطرح تقسیم کیا ہے)

(۱) خالص اور بے فکر مسرت کا زمانہ ایک سال سے دس سال کی عمر تک۔

(۲) زندگی کی مسرتوں کے شدید ترین احساس کا زمانہ ۱۰ سے ۲۰ سال کی عمر تک۔

(۳) فنون لطیفہ کے متعلق احساس کی بیداری کا زمانہ ۲۰ سے ۳۰ " "

(۴) خدمت و عمل کا بہترین وقت ۳۰ سے ۴۰ " "

(۵) باہمی انسانی تعلقات کا دور ۴۰ سے ۵۰ " "

(۶) پچاس سے آخر عمر تک تکمیل و اتمام کا زمانہ ہے۔

مسرتیں زیادہ گہری ہوتی ہیں مگر ناکامی اور مایوسی کے رنج سے آلودہ۔ تعلقات کا احساس بھی زیادہ گہرا ہو جاتا ہے اور انجام کار دو جہانوں کا رشتہ جوڑتا ہے۔

جو میں نے صرف کیا وہ میرا تھا۔
جو میں نے رکھا وہ کھو دیا۔
جو میں نے دیا وہ اب بھی میرا ہے۔

تم عزت و خودداری پر یقین نہ کر سکو گے جب تک تم خود اسے حاصل نہ کر لو گے۔

اپنے دل کو پاکیزہ و خوش دل بنائے رکھو۔ *

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کاکوری اخبار

پانزدہ روزہ

جلد ۴ | کاکوری جمعہ یکم اپریل ۱۹۳۸ء | نمبر ۲۳

مسلم لیگ کا شاندار جلسہ

مسلم لیگ، کاکوری، کی مجلس انتظامی نے ایک جلسہ عام ۲۰ مارچ ۳۸ء کو منعقد کیا جانا طے کیا تھا اور باہر سے متعدد علماء کرام اور بعض مشہور قومی لیڈران کو شرکت جلسہ کیلئے دعوت نامے بھیجے گئے تھے۔ تاریخ مقررہ پر تمام مہمان اولاً قاضی راشد علیخان بی اے، رئیس اعظم، کاکوری کے مکان پر تشریف لائے اور ۱۲ بجے کھانے وغیرہ سے (جسکا انتظام قاضی صاحب موصوف نے اپنے ذمہ لیا تھا) فراغت کرکے، ممبران مجلس انتظامی کی معیت میں اور رضاکاران (جو نظم خوانی کر رہے تھے) کے ہمراہ سب مہمان ایک جلوس کی شکل میں جلسہ گاہ بنگلہ (کوٹھی مولوی زکی الدین خانصاحب مرحوم میں جسکو مختلف جھالروں اور جھنڈیوں وغیرہ سے آراستہ کیا گیا تھا) تشریف لائے۔ بعد نماز ظہر ۲ بجے سے جلسہ شروع ہوا۔ پہلے مولوی عبدالرؤف عباسی (قاضی گڑھی)، اڈیٹر روزنامہ حق لکھنؤ نے مولوی محمد فاروق، مجاہد، گورکھپور کیلئے صدارت کی تحریک کرتے ہوئے انکی قومی و ملکی خدمات حاضرین کو بتلائے۔ صدارت کی تائید قاضی افتخار علیخانصاحب بی اے اور تائید مزید مولانا صبغت اللہ صاحب انصاری شہید فرنگی محلی نے کی۔ اللہ اکبر کے نعروں کے درمیان مولوی محمد فاروق صاحب نے مسند صدارت کو رونق بخشی۔ اور خاکسار اڈیٹر نے بحیثیت جنرل سکریٹری، مسلم لیگ کاکوری، منجانب مجلس انتظامی جناب صدر کو ہار پہنایا۔ اور جلسہ کا ایجنڈا جناب صدر کے سامنے پیش کیا۔ مولوی احسن مجتبیٰ صاحب نے تلاوت کلام پاک سے جلسہ کا آغاز کیا۔ تلاوت کے بعد حاجی محمد حسن صاحب نے ایک خاص انداز میں جناب مظلوم کا ترانہ پڑھا اور حضرت آنی (لکھنوی) نے نہایت خوش الحانی سے ایک قومی نظم پڑھی۔ ان نظموں کا حاضرین پر خاص اثر ہوا۔

نظموں کے بعد مولوی محمد فاروق صاحب نعرہ تکبیر کی گونج میں کھڑے ہوئے اور اپنی تقریر شروع کی جسمیں واقعات و حالات سے مسلمانوں کو منظم ہونے کی تلقین کی، اور گورکھپور کے عید الضحیٰ کے موقع پر جو صورت پیدا ہو گئی تھی اسکو تفصیل سے بیان کیا۔ صدارتی تقریر کے بعد حسب ذیل مقررین نے مفصلہ ذیل مباحث پر اظہار خیال فرمایا۔

(۱) سوامی گنگا نند، سنیاسی، آل انڈیا اچھوت، [illegible]، مسافر
نے مسلم لیگ اور اقلیت والی جماعتوں پر پوری روشنی ڈالی۔

(۲) چودھری خلیق الزماں صاحب، ایڈوکیٹ، ایم۔ ایل۔ اے،
نے مسلم لیگ کی سیاسی حیثیت کو واضح کیا۔

(۳) مولانا صبغت اللہ صاحب انصاری شہید نے مسلم لیگ
کی مذہبی حیثیت مفصل طور پر بیان کی۔

(۴) مولانا جمال الدین عبدالوہاب صاحب (فرنگی محلی) نے
مسلم لیگ کی خاص اہمیت پر مدلل و مشرح تقریر کی۔

(۵) مولوی منفعت علی صاحب، ایم۔ ایل۔ اے، (سہارنپور)
نے مسلم لیگ کا تعلیمی و معاشرتی پروگرام بتلایا۔

(۶) چودھری نعیم اللہ صاحب، ایڈوکیٹ، صدر ڈسٹرکٹ
مسلم لیگ، لکھنؤ نے مسلم لیگ کے اقتصادی مقاصد کو پوری
وضاحت سے بیان کیا۔

(۷) سید مفیض الدین صاحب نے نہایت مدلل و جامع تقریر میں مسلمانوں کی تنظیم پر زور دیا اور مسلم جماعت کے منتشر شیرازہ پر اظہار افسوس کرتے ہوئے مسلم لیگ کی اہمیت کی تشریح کی اور بتایا کہ کانگریس سے مسلمان کو فائدہ پہنچنے کی امید نہ رکھنا چاہئے۔

(۸) حضرت آنی نے اپنے خاص انداز بیان سے حاضرین کو مسحور کر لیا خصوصاً دیہاتی بھائی، آنی صاحب کی تقریر سے بہت متاثر ہوئے۔ اپنی تقریر میں آپنے مسلمانوں کو اتفاق و اتحاد سے ایک جھنڈے کے نیچے جمع ہونے اور رواداری و یک جہتی سے آپسمیں معاملات کو طے کرنے کی ہدایت کی۔ آخر میں آپنے اعلان کیا کہ جن مواضعات کے لوگوں کو اُن کی خدمت کی ضرورت ہو وہ انکو

طلب کر سکتے ہیں۔ چنانچہ موضع خوشحال گنج کے لوگوں نے جو جلسہ میں موجود تھے آپ کو اپنے یہاں آنے کی دعوت دی جسکو آپ صاحب نے منظور کر لیا۔

تقاریر کے بعد جناب صدر نے اعلان کیا کہ جناب مولانا مفتی عنایت اللہ صاحب جھنڈا لہرانے کی رسم ادا فرمائیں گے۔ جلسہ کے اُٹھکر تمام مجمع جو تقریباً تین ہزار پر مشتمل تھا صحن کوٹھی میں جہاں جھنڈا نصب تھا آ گیا۔ اولاً مولوی احسن مجتبےٰ نے قرآن پاک کا ایک رکوع تلاوت کیا اسکے بعد جناب مولانا مفتی عنایت اللہ صاحب، فرنگی محلی نے مذہبی نقطۂ نظر سے جھنڈے کی اہمیت بیان کی اور اُسکے احترام و عزت کرنے کی حاضرین سے درخواست کرتے ہوئے اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں میں جھنڈے کو لہرایا (یہ خوبصورت ریشمی جھنڈا جسپر ستاروں سے ہلال و تارہ اور الفاظ "نصر من اللہ و فتح قریب" بنے ہوئے ہیں، وطن کی پُرجوش خاتون بیگم قاضی راشد علیخان عباسی نے مسلم لیگ (کاکوری) کو نذر کیا ہے)۔ اس رسم کے بعد جناب صدر مولوی محمد فاروق صاحب نے مختصر مگر جامع تقریر میں مسلمانوں کو گاڑھا پہننے کی تلقین کرتے ہوئے اپنے اپنے مقام کے جولاہوں سے حسب ضرورت کپڑا بنوانے اور دیگر ضروریات کیلئے مسلمانوں کو کاروبار کرنے کی ہدایت کی۔ ساتھ ہی لکھنؤ میں مسلم اسٹورز کے کھولے جانے کا اعلان کیا جس کی ایک شاخ کاکوری میں بھی جلد قائم ہو گی۔

آخر میں جنرل سکریٹری نے منجانب مجلس انتظامی، مسلم لیگ کاکوری، علمائے کرام، معزز مہمانان اور دیہاتی بھائیوں کا جو دور دراز مواضعات سے پیدل چلکر شرکت جلسہ کیلئے آئے تھے شکریہ ادا کیا۔ اور بخیر و خوبی ساڑھے پانچ بجے کے بعد جلسہ کی کارروائی ختم ہوئی۔ جلسہ ہر لحاظ سے بہت کامیاب رہا۔ مجمع بہت زیادہ تھا۔ تقریریں بھی بہت اچھی اور مناسب موقع ہوئیں۔ انتظامات (جسکے لئے مجلس انتظامی نے ہر ہر شعبہ کے واسطے سب کمیٹیاں بنا دی تھیں) نہایت باقاعدہ اور مکمل تھے۔ کسی قسم کی شکایت یا اعتراض کا موقع نہیں ہوا

دوران جلسہ میں تمام حاضرین کو چاء پلائی گئی اور بیڑی و سگریٹ تقسیم کئے گئے اور ایسی خاموشی و انتظام سے کہ جلسہ میں کوئی بدنظمی نہیں پیدا ہونے پائی۔

ممبران مجلس انتظامی عموماً مجلس کی مجوزہ گاڑھے کی ٹوپی (جیسی مولانا محمد علی مرحوم پہنتے تھے) جسپر سبز ہلال بنا ہوا تھا پہنے ہوئے تھے اور سبز ہلال و تارہ والا بیج سینوں پر لگا ہوا تھا۔ تمامی ممبران سب کمیٹیز قابل صد مبارکباد ہیں کہ اُنھوں نے اپنے اپنے تمام متعلقہ کام نہایت حسن و خوبی سے انجام دیئے۔ چاء کی نگران کمیٹی نے اس موقع کیلئے خاص پیالیاں مقامی مسلم کاریگروں سے بنوائی تھیں جنکو حاضرین اور مہمانوں نے بہت پسند کیا۔ چودھری مظفر علی اور اُن کے رفقاء حافظ محمد ظہور، چودھری محمد اسمعیل، چودھری عزیز الدین صاحبان کی یہ اختراع و جدت قابل داد ہے۔ بیڑی سگریٹ کا انتظام منشی محمد تسلیم و شیخ محمد شفیع صاحبان کے سپرد تھا وہ بھی خوب رہا۔ جلسہ گاہ وغیرہ کی آراستگی کی سب کمیٹی کو بہت زیادہ محنت و جانفشانی سے کام کرنا پڑا۔ مولوی احسن مجتبےٰ و اُنکے شرکاء کار نے جلسہ کی آراستگی اور پھاٹکوں وغیرہ کا انتظام بہت معقول طریقہ پر کیا خصوصاً مولوی سلطان یاور اور منشی محب الرحمن صاحبان ممبران اور حافظ محمد ایوب سید مفیض الدین، اظہر علی، منظور علی، رضا کاران و دیگر حضرات جسمیں ایم۔ این، پرائیویٹ انگلش اسکول کے طلبہ وغیرہ شامل تھے تمام رات جاگ کر آراستگی وغیرہ کا کام صبح تک ختم کر لیا تھا۔

چاء کی تقسیم اور پانی پلانے کا کام حافظ محمد خلیل صاحب ممبر اور محمد رفیع والنٹیر نے بہت سرگرمی سے انجام دیا۔

جلسہ کے دو روز قبل سے رضاکاران نے چودھری محمد نبی صاحب کپتان کی زیر کمان اور قاضی اشہد علیخاں سلمہ کی قیادت میں نظم خوانی کرتے ہوئے تمام قصبہ میں گشت کرکے اہالیان قصبہ کے مرد اور عورتوں کو دعوت شرکت جلسہ دی تھی۔ ۲-۳-۴، ۵-۵ کوس تک کے مواضعات میں والنٹیروں نے جا کر جلسہ کا اعلان کیا تھا۔

مستورات کیلئے کوٹھی کے بالائی کمروں میں پردہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ معلوم ہوا خواص و عوام مستورات بکثرت تقاریر سننے آئی تھیں اور اچھے اثرات لیکر گھروں کو واپس ہوئیں۔

(باقی صفحہ (۶) پر ملاحظہ ہو)

دلی کے کھنڈروں پر ایک نظر

(عتیق احمد صاحب علوی، ایم۔ ایس۔ سی۔ کاکوروی)

خدا خدا کرکے رات کٹی اور سویرا ہوا۔ جنوری کا مہینہ کڑاکے کی سردی، رات کو بارش ہو چکی تھی اور شاید اوسے بھی پڑے تھے مگر شوق تھا کہ آج ہم وہ شہر اپنی آنکھ سے دیکھیں گے جس کے متعلق ہم نے صرف تواریخ کے ذریعہ معلومات حاصل کی تھی اور کانوں سے سنا تھا کہ اس کی گلیاں اور بازاریں۔ اسکے مکانات اور دیواریں بلکہ ذرہ ذرہ اُس دیرینہ زمانہ کی یاد دلاتا ہے جبکہ یہ شہر آباد تھا اور خوشحال تھا اسلئے ہمیں اس سرد ہوا کا کچھ بھی احساس نہوا فوراً چاندنی چوک پہونچے اور پھر ایک ٹیکسی موٹر کے ذریعہ دہلی دروازہ سے گذر کر (دہلی کے شہر کی فصیل ابتک موجود ہے اور شہر سے باہر جانے کیلئے اسکی دروازے ہیں مثلاً اجمیری دروازہ۔ کشمیری دروازہ۔ موری دروازہ۔ لاہوری دروازہ وغیرہ) شہر کے باہر آ پہونچے۔ سب سے پہلے ہمیں وہ جگہ ملی جہاں غدر کے بعد بہادر شاہ ظفر کے دو پوتے اور ایک لڑکا انگریزی گولی کے شکار ہوئے تھے۔ کرنل ہڈسن نے ان بے گناہوں کا خون کیوں کیا؟ کوئی نہیں جانتا۔ یہ خیال ابھی دل سے دور نہوا تھا کہ ہم کوٹلہ فیروز شاہ پہونچے۔ یہ ایک پرانا قلعہ ہے جسے فیروز شاہ نے اور شیر شاہ سوری نے اپنی عہد سلطنت میں تکمیل کرایا تھا۔ اسی کے احاطہ میں وہ کتب خانہ بھی ہے جہاں سے گر کر شہنشاہ ہمایوں کا انتقال ہوا تھا۔ تھوڑی دور آگے چلکر ہم ہمایوں کے مقبرہ میں پہونچے جو کہ ایک بہت بڑی اور خوبصورت عمارت ہے۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں ۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد بہادر شاہ ظفر نے مع اپنی بیگمات اور چند سپاہیوں کے پناہ لی تھی اور بعد ازاں انگریزی فوج کے پہونچنے پر ان سب نے ہتھیار دشمن کے حوالے کر دیے اور ہمایوں خاموش اپنی قبر سے اس دل شکن واقعہ کو دیکھتا رہا۔ اسکے بعد ہم شاہ نظام الدین اولیاؒ کے مزار پر آئے یہاں ایک بہت پرانی مسجد ہے اور ایک بہت پرانا تالاب بھی ہے جس میں شاہ صاحب غسل کیا کرتے تھے اور اب کہا جاتا ہے کہ اسمیں یہ تاثیر ہے کہ کوڑھی یا دوسرا کوئی بیمار غسل کرے تو شفا پائے۔ بالکل اسی کے قریب جہاں آرا بیگم کی قبر ہے جس پر ذیل کا شعر اس کا خود تصنیف کیا ہوا لکھا ہے ؎

بغیر سبزہ نہ پوشد کسے مزار مرا
کہ قبر پوشش غریباں ہمیں گیاہ بس است۔

اسی احاطہ کے اندر جناب حسن نظامی صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں۔

یہاں سے آٹھ یا دس میل چلنے کے بعد ہم قطب صاحب کے پاس آگئے۔ اور بہت سی پرانی عمارتیں دیکھیں۔ قطب مینار ہندوستان کی سب سے اونچی عمارت ہے جسے قطب الدین ایبک نے اپنے دور حکومت میں تعمیر کرایا تھا۔ اسی کے قریب بدھ مذہب کے بادشاہ اشوک کی لاٹ بھی ہے جو خالص لوہے کی بنی ہوئی ہے اور کہا جاتا ہے کہ دنیا میں اسقدر پکا لوہا نہ آجتک بنا ہے اور نہ بننے کی امید ہے۔ یہاں سے سیر ہو کر ہم ایک دوسری جگہ پہونچے جو جنتر منتر کے نام سے موسوم ہے۔ یہاں پر علم نجوم کے متعلق کئی عمارتیں بنی ہوئی ہیں اور نجومی یہیں بیٹھکر ننھے شہزادوں کا زائچہ بناتے تھے۔ اس پرانی دہلی کی سب سے بڑی یادگار لال قلعہ اور جامع مسجد ہیں۔ یہ قلعہ ایک بہت بڑی عمارت ہے اور مغل بادشاہوں کی اس شان اور شوکت کی یاد دلاتا ہے جب دنیا یہ نہ جانتی تھی کہ یہ حکومت کبھی تباہ بھی ہو سکتی ہے۔ اس قلعہ کے اندر دربار عام۔ دربار خاص۔ موتی مسجد وغیرہ قابل دید عمارتیں ہیں۔ شاہجہاں کا مشہور تخت طاؤس اسی دیوان خاص میں رکھا جاتا تھا اور وہ مشہور کوہ نور ہیرا جو اب شاہ انگلستان کے تاج میں تراشکر لگا دیا گیا ہے پہلے اسی تخت کو زینت بخشتا تھا۔ یہ وہ ہیرا ہے جس نے کئی مالک دیکھے مگر کسی سے بھی وفا نہ کی دیکھئے موجودہ مالک سے کب تک وفا کرتا ہے۔

(باقی صفحہ (۶) پر ملاحظہ ہو)

مدعیان امن و امان

(از مولوی مصلح الدین احمد صاحب اثیر)

دنیا میں بہت سے اللہ کے بندے ایسے بھی ہیں جنکو کام دھندا کچھ نہیں ہے پڑے پڑے کھاتے ہیں اور اینڈتے ہیں اُن کے لئے بس یہی کام رہ گیا ہے کہ ہماری اور آپ کے ایسے سمجھ دار لوگوں کے معاملات میں خواہ مخواہ دخل در معقولات کرتے رہیں کہ ایسا کرو ویسا نہ کرو، اُن سے کہہ دیجئے کہ آپکی رسالے کی ہمکو مطلق ضرورت نہیں، وہ اپنے قیمتی مشورے اپنی ہی جیب میں رکھیں اور ہماری ہتھیلیوں پر اپنے تجربات نہ کریں، ہم اُن کے مشورہ کے بغیر بھی زندہ ہیں، زندہ رہ سکتے ہیں اور زندہ رہیں گے۔

کچھ انسان نما جانور دنیا میں ایسے بھی بستے ہیں جو اپنی رفیقۂ حیات پر تو مہربان ہوتے ہیں لیکن اپنے پڑوسیوں، اپنے رفقائے سفر کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کرنا گناہ سمجھتے ہیں۔

کچھ دنوں کا ذکر ہے کہ میں ایک ٹریم کار میں سفر کر رہا تھا میرے ہم سفر دو اشخاص اور بھی تھے، ایک رفیق جو میرے بائیں جانب تشریف رکھتے تھے اسقدر عریض تھے کہ ان کی توند کا ایک سرا بار بار میرے پہلو سے ٹکراتا تھا، دوسرے رفیق سفر جو میرے دائیں پہلو کی زینت بنے ہوئے تھے اسقدر نحیف و نزار تھے کہ انکی ہڈیاں میرے کونے میں گڑتی تھیں، ٹریم جب روانہ ہوئی اور میں نے اخبار پڑھنے کیلئے کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے دبلے پتلے رفیق سفر نے ایک آہ سرد بھری اور دیوانوں کی طرح اخبار پر جھک پڑا اب جو میں نگاہ اُٹھاتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ عجیب مضحکہ خیز شکل بنائے بیٹھا ہے اُس کی اسوقت بالکل ایسی شکل تھی جیسے دیوانوں کی کسی مراد کے بر آنے کے وقت ہوتی ہے۔

میری گھبرائی ہوئی نظروں کے جواب میں اُس نے زور سے چیخ کر کہا "میں بہت مسرور ہوا جناب! کیونکہ یہ بات ہوئی تو، میرے زمانہ میں نہ سہی آنے والی نسلوں ہی میں سہی"

مجھے نفرت تھا ٹریم میں بیٹھ کر بلند آواز سے گفتگو کرنے سے سخت تنفر ہے سوا اُس حالت کے کہ متکلمین صنف لطیف سے ہوں، تاہم میں نے حیرت کے ساتھ پوچھا کیا؟

اور اس نے اخبار کی ایک خاص خبر پر اُنگلی رکھتے ہوئے کہا "یہ لے ضبط تولید" لیکن اب بھی میں اسکا مطلب نہ سمجھ سکا اسلئے میں نے اُس سے پوچھا "تو کیا آپ ضبط تولید کا دراصل تجربہ کرنے والے ہیں؟ اسمیں تو غالباً کوئی حرج نہیں نہ تو یہ خطرناک ہی ہے اور نہ مذموم"

"کیوں نہیں جناب یہ ایک ضروری چیز ہے اور ایسی ہی ضروری جیسی کہ زمانہ جدید میں یہ ٹریم، جس پر بیٹھے ہوئے ہم اور آپ سفر کر رہے ہیں، یہ بھی کفایت شعاری ہی میں داخل ہے......"

مجھے خبر نہیں کہ یکایک اُسنے اپنی زبان کیوں روک لی مگر میں نے دیکھا کر میری بائیں جانب والا یعنی میرا موٹا رفیق سفر اسقدر برافروختہ ہے کہ اُسکا چہرہ سرخ انگارہ معلوم ہو رہا ہے، وہ میرے دبلے پتلے رفیق سفر کی ضبط تولید کی حمایت سے سخت ناراض معلوم ہوتا ہے۔

وہ گرج کر بولا "ضبط تولید! ضبط تولید! تم بد معاشو! تخلیق یعنی پیدائش کی خوبیوں کو کیا جانو؟ بڑے آئے ہیں وہاں سے ضبط تولید کے حامی بنکر"

مجھے اسوقت اپنی جگہ سے ٹل جانا ہی مناسب معلوم ہوا اور میں ایک طرف کھسک گیا، ان دونوں میں دیر تک نہایت شد و مد کے ساتھ مباحثہ ہوتا رہا جسکا لب لباب یہ ہے کہ غریب دبلا پتلا آدمی اپنی مفلسی و پریشان حالی کے باوجود بھوکے پیاسے بچوں کی ایک بڑی فوج کا باپ ہے جنکو پیٹ کی روٹی اور تن کا کپڑا بھی نہیں میسر، اسلئے بیچارہ زندگی سے عاجز اور ضبط تولید کا دل سے حامی ہے، برخلاف اسکے وہ دوسرا موٹا مسٹنڈا ایک مالدار مارواڑی ہے جسکی دولت کا ایک بڑا حصہ اسی طرح کے طول طویل سفروں..... اُن سفروں کی نذر ہوا کرتا ہے جسکا مقصد تیرتھ گاہوں کی زیارت اور بڑے بڑے مہاتماؤں اور سادھوؤں سے محض اس غرض سے آشیرباد لیتا ہے کہ اسکے ایک دو ہی نہ ایک بچہ ہو جائے جسکا وہ بھوکا ہے، اس غریب کے ایک لڑکی بھی نہیں ہے۔

لیکن شکر ہے پروردگار کا، صدقے اسکی کریمی کے کہ میرے اور کملا کے درمیان اس مسئلہ میں ذرا بھی اختلاف نہیں، ایک طرف ہم دونوں کی سمجھ میں زیادتی اولاد کی وجہ سے جو انقلاب حال ہوتا ہے اچھی طرح آ چکا ہے اور دوسری طرف ہم لوگ اب بھی اسیقدر پر شوق ہیں جیسے کہ عنوان شباب میں تھے، نیز آپ کی دعا سے اس وقت ہمارے نصف درجن سے زیادہ تندرست اور خوبصورت بچے موجود ہیں، تاہم اگر میرے اور کملا کے درمیان حامیان ضبط تولید حائل ہو جاتے تو اب بھی اسکی توقع تھی کہ آئیندہ روحوں کی تعداد کم سے کم اتنی تو ہو جاتی کہ میں ہندوستان فتح کرنے کے لئے صف آرا ہو جاتا مگر اس سن تک پہونچتے پہونچتے وہ میرے اور کملا کے لئے عذاب جان ضرور ہو جاتے، ان کی ضروریات کے واسطے دن رات میرے اور کملا کے درمیان جنگ زرگری برپا رہتی۔

مگر قسمت کی گردش کہیں چین لینے دیتی ہے، خدا سمجھ دے اُن ناسمجھوں کو جو ہمارے نادان دوست ہیں اور خواہ مخواہ ہمارے سکون کو انتشار سے بدلنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں، اب میری سمجھ میں آ گیا کہ نادان دوست سے دانا دشمن بہتر ہوتا ہے۔

(باقی آئندہ)

(بسلسلہ متفرقات بقیہ صفحہ ۲)

(۳) ہم کو اطلاع ملی ہے کہ ۲۰ مارچ کو سہ پہر کے وقت محلہ کائستھان کے ٹھاکر دوارہ میں ہندوؤں کا کوئی جلسہ ہوا تھا کارروائی کی اطلاع نہیں ہوئی اگر اس جلسہ کی کارروائی ہم کو موصول ہوئی تو آئندہ اشاعت میں درج اخبار ہوگی ڈیڑھ دو سو اشخاص کا مجمع ہونا بیان کیا جاتا ہے۔

(۴) ہولی کے دن ایک ناگوار امر کے وقوع میں آنے کی اطلاع ملی ہے کہ دو ہندو افراد میں مذاق مذاق میں جھگڑا ہو گیا اور طوالت ہو جانے کا امکان پیدا ہو گیا تھا لیکن بعض مخلص و محب وطن اشخاص نے بیچ میں پڑ کر معاملہ کو رفع دفع کرا دیا اور دونوں فریق کی صلح کرا کے ایک دوسرے سے گلے ملوا دیا جو بہت زیادہ قابل تعریف ہے۔

(بقیہ صفحہ (۳) کالم ۲)

آخر میں یہ بھی بتا دینا ضروری ہے کہ حسب قرارداد ڈسٹرکٹ مسلم لیگ، لکھنؤ، ضلع کی جملہ پرائمری لیگز کو بھی دعوت نامے بھیجے گئے تھے۔ منجملہ ۹ ابتدائی لیگوں کے حسب ذیل مقامات کے قائم مقاموں نے جلسہ میں شرکت کی ہے۔

(۱) منشی کاظم رضا صدیقی صاحب، ایڈوکیٹ قصبہ بجنور سے۔

(۲) مسٹر نظام الدین حیدر بیرسٹر ایٹ لا، قصبہ امیٹھی سے۔

(۳) نواب زادہ مصطفیٰ علی خاں صاحب، قصبہ ملیح آباد سے۔

(۴) مولوی فدا احمد عباسی و منشی ضیاء الدین کرمانی ایم۔ اے لکھنؤ سے

ان کے علاوہ مہمانوں میں سید اعزاز رسول صاحب، تعلقدار ایم۔ ایل۔ اے۔ شیخ احسان الرحمن صاحب قدوائی بیرسٹر ایٹ لا سکریٹری یو۔ پی سنٹرل آرگنائزنگ کمیٹی، مسلم لیگ، اور خانصاحب عبد الباری خاں آف ملیح آباد قابل ذکر ہیں۔

(بقیہ صفحہ (۴) کالم ۲)

ہر کمال را زوال۔ آہستہ آہستہ مغلوں کی طاقت گھٹتی گئی اور ۱۸۵۷ء میں انگریزی اور ہندوستانی طاقتیں پھر ایک بار مقابلہ پر آ گئیں۔ قتل و غارت کا بازار گرم ہوا۔ دن بھر مجرم تلاش کئے جاتے اور رات کو پھانسیاں ہوتیں۔ اور دہلی کا آخری بادشاہ دہلی والوں سے جدا ہو کر ایک مجرم قیدی کی طرح زندگی کے آخری دن کاٹنے کے لئے رنگون بھیجا گیا۔ یوں دلی کا شاہی دور ختم ہوا۔

دلی کی تاریخ نے عجیب زمانے دیکھے ہیں۔ یہی وہ دلی تھی جو کبھی اندر پرست اور کبھی ہستنا پور، کبھی تغلق آباد تو کبھی شاہجہاں آباد کے نام سے موسوم ہوئی۔ یہ دلی سات بار بسی اور اُجڑی۔ وہ دلی جو شاہجہاں کے ہاتھوں دُلھن بنی۔ جو دن کو عید اور رات کو شب برات بنی رہتی تھی مٹ گئی اور فنا ہو گئی۔ جو کچھ بچا کھچا تھا غدر کی توپوں نے اُسے چھلنی کر دیا جسے دیکھ کر دل میں چوٹ لگتی ہے اور پرانی یاد خون کے آنسو رُلاتی ہے۔

وطن کی خبریں

نوٹ :۔ اعزا احباب و دیگر اہل وطن سے باہر ہیں خواہ وطن میں گذارش ہے کہ اپنے یہاں کی قابل اندراج خبریں اور اطلاعات دفتر میں روانہ کر کے مشکور کرتے رہیں۔ (اڈیٹر)

موسم :۔ گرمی اب کافی ہونے لگی ہے دن میں اب دھوپ تیز ہوتی ہے صبح کو آٹھ بجے تک خنک ہوا چلتی ہے اور رات گئے رضائی اوڑھنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ جس دن تند و تیز ہوا چلتی ہے اس روز گرد و غبار بہت اڑتا ہے بحیثیت مجموعی حیثیت سے موسم خوشگوار ہے۔

آب و ہوا :۔ بچوں کے چیچک نکلنے کی اطلاعات برابر مل رہی ہیں اور نزلہ اور بخار کی بھی شکایات سنی جاتی ہے۔ خداوند کریم سب کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔

ولادت :۔ پنجشنبہ ۹ محرم ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۰ مارچ ۱۹۳۸ء بمقام لکھنؤ منشی فاروق حسن ایم۔ اے (ایل ایل بی) برادر زادہ منشی ابرار حسن صاحب ایڈوکیٹ کے یہاں لڑکی پیدا ہونے کی اطلاع ملی ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے بچی عمر طبعی کو پہونچے اور صاحب اقبال ہو۔ ہم منشی ابرار حسن صاحب کو پوتی اور بیوہ منشی ارتضا علی مشرف مرحوم کو نواسی کی دلی مبارکباد دیتے ہیں۔

خوشخبری :۔ معلوم ہوا ہے کہ ہمارے وطن کے لائق ادیب منشی شبیر احمد علوی المقادری ناظر بی۔ اے کی تنخواہ میں اضافہ ہوا ہے اور ان کی خدمات سکریٹریٹ میں منتقل کی گئی ہیں۔ تفصیل کا انتظار ہے۔

سفر حج سے واپسی :۔ حسب اعلان سابق الحاج انعام علی صاحب عباسی انجینیر ڈسٹرکٹ بورڈ آگرہ ۱۰ مارچ کو مع اپنے ہمراہیان کے کراچی پہونچے اور ۱۷ کو کراچی سے روانہ ہو کر ۱۹ تاریخ کو آگرہ بخیریت پہونچ گئے جہاں انعام علی صاحب کے احباب نے انکا پر جوش خیر مقدم کیا اور بہت بڑے جلوس کے ساتھ ریلوے اسٹیشن سے مکان تک حاجی صاحب اور انکے ہمراہیان کو لیگئے۔ بیوہ قاضی احترام علی خاں مرحوم مع مسماۃ محبوبن (بیوہ کلو مرحوم) اجمیر شریف و آگرہ کی سیر کرتی ہوئی ۲۲ مارچ کو ۹ بجے صبح کی گاڑی سے لکھنؤ ہو کر ۱۲ ۱/۲ بجے کاکوری بخیریت پہونچ گئیں۔ ہم اپنے وطن کے تمام حاجیوں کی خدمت میں اس سفر سعادت سے مع الخیر معاودت پر پر تہنیت و تبریک پیش کرتے ہیں۔

ہولی :۔ برادران ہنود نے اپنے تہوار ہولی کو ۱۶ مارچ ۱۹۳۸ء کو منایا۔ رات کو ہولی جلائی گئی اور دوسرے دن خوب رنگ بازی ہوئی کہ مکانات کی دیواریں تک رنگین ہو گئیں۔ دن بھر رنگ کھیلنے کے بعد شام سے صاف ستھرے اور صاحب استطاعت خوشنما ملبوسات میں بچے جوان، بوڑھے ہولی ملنے نکلے۔ رات گئے تک عوام میں خوب چہل پہل رہی۔ ہم بھی اپنے ہندو بھائیوں کو جشن ہولی کے منانے اور تہوار کے بخیریت گذرنے پر دلی مبارکباد دیتے ہیں۔

اس موقع پر ایک خاص بات جو قابل ذکر ہے وہ یہ کہ سال گذشتہ کی طرح امسال بھی قصبہ و مضافات قصبہ میں روایات قدیمہ اور یک جہتی کا خیال کرتے ہوئے برادران ہنود نے تہوار ہولی کے سلسلہ میں عشرہ محرم تک گانا بجانا موقوف رکھا جو بہت قابل ستائش ہے۔

بھارت باسی یعنی اچھوتوں کا جلسہ :۔ سوامی کلجگا نند جی کے حسب ہدایت ۲۵ مارچ ۱۹۳۸ء کو ۴ بجے مولوی زکی الدین خاں مرحوم کی کوٹھی میں ایک جلسہ عام کا انتظام کیا گیا تھا جسمیں شرکت کے لئے ڈاکٹر مانک چند (آگرہ)، ایم۔ ایل۔ اے (بچار)، مسٹر کین، بابو نوٹن رام چمار پرشاد اور دیگر لیڈران، آدی ہندو (اچھوت) سبھا، اور حضرت مائی لکھنؤ سے آئے تھے۔ پہلے مسٹر کین (کانپوری) نے تقریر کی جسمیں بھارت باسی (اچھوت) قوم کی زبوں حالی پر روشنی ڈالی۔ اسکے بعد سوامی کلجگا نند صاحب نے اچھوت قوم کی تشریح کرتے ہوئے مفصل طور پر بتایا کہ وہ کیا تھے اور اب کیا ہو گئے۔ ان کو اپنی حالت درست کرنے کی تلقین کی۔ ڈاکٹر مانک چند نے اپنے پر جوش بیان میں کہا کہ اچھوت اقوام نے اگر بیداری کا اظہار نہ کیا اور اس وقت جو ہوا چل رہی ہے اس سے فائدہ نہ اٹھایا تو عنقریب وہ زمانہ آنیوالا ہے کہ ان کی ہستی فنا ہو کر رہ جائے گی اور حاضرین اچھوتوں سے بغلگیر ہونے کی درخواست کی۔ جسپر متعدد اچھوت بھائیوں سے ڈاکٹر صاحب نے معانقہ کیا۔ آخر میں حضرت مائی نے اپنے خوش اسلوب طرز بیان سے اچھوت بھائیوں کو مسلمانوں کا پیغام پہونچاتے ہوئے اتفاق و اتحاد سے بسر کرنے کی اپیل کے ساتھ ہی مسلمانوں کو بھی اچھوت بھائیوں سے

روا داری اور برادرانہ تعلقات رکھنے پر زور دیا۔ اچھوتوں اور ڈاکٹر مانک چند اور دیگر لیڈران کے جے کے نعروں پر جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔

صحت و سکون:۔ (۱) جناب مولانا شاہ تقی حیدر قلندر کو اس طرف اسہال کی شکایت ہو گئی تھی جسکی وجہ سے کمزوری بڑھ گئی ہے۔ لیکن حسب ہدایت ڈاکٹر صاحب خیرآباد ۲۰ مارچ کو خیرآباد آنکھ قدح کرانے تشریف لیگئے ہیں۔ چونکہ اس بار بڑا اپریشن ہوگا اور اسہال کی وجہ سے کمزوری بڑھ گئی ہے۔ ہم بارگاہ رب العزت میں شاہ صاحب موصوف کے بخیریت کامیاب طریقہ پر آنکھ کے قدح ہو جانے کے بعد واپسی کے لئے دست بدعا ہیں۔

(۲) کراچی کی اطلاعات سے معلوم ہوا کہ اہلیہ منشی مظہر علی علوی ایم۔ اے ایڈووکیٹ کے پھوڑوں کے زخم مندمل ہو رہے ہیں۔ قوت کیلئے ابھی انجکشن دیے جا رہے ہیں۔ باری تعالیٰ جلد صحیح و تندرست فرمائے۔

(۳) منشی بشیر احمد علوی صاحب بی۔ اے (باولی) کی بیٹی کی چیچک اب مرجھا گئی ہے اور لڑکی بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے غسل صحت بھی ہو چکا ہے۔

(۴) قاضی انتظار علیخاں صاحب عباسی بی۔ اے کو اس طرف سوء ہضمی کی شکایت ہو گئی تھی۔ متعدد دست آئے اور استفراغ بھی ہوئے جسکی وجہ سے نقاہت بہت بڑھ گئی ہے۔ مقامی ڈاکٹر سے رجوع کیا گیا تھا۔ اب بفضلہ تعالیٰ طبیعت بحال ہو گئی تھی کہ دفعۃً تمام جسم میں خارشت شروع ہو گئی جس نے موصوف کو دو تین دن بہت پریشان رکھا اب اچھے ہیں۔

(۵) اہلیہ شیخ شوکت علی عباسی (احاطہ غلام جیلانی) کے بڑی چیچک نکل آنے کی اطلاع ملی تھی۔ اب معلوم ہوا ہے کہ مریضہ کو صحت ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ جلد صحت یاب کرے۔

علالتیں:۔ (۱) مولوی احمد حسن علوی بی۔ اے (شیخ سعدی محلہ) کے گزشتہ اشاعت میں بخار آنے کی اطلاع دیگئی تھی۔ معلوم ہوا ہے کہ بخار ابھی بالکل دفع نہیں ہوا ہے۔ کمزوری بہت بڑھ گئی ہے۔ اب ڈاکٹری علاج ترک کرکے ہومیوپیتھک دوا شروع کیگئی ہے۔ خداوند کریم جلد صحت عاجلہ عطا فرمائے۔

(۲) اہلیہ مولوی احسن مجتبےٰ علوی (شیخ سعدی محلہ) کو گزشتہ عشرہ میں شدید بخار آجانے کی اطلاع ملی تھی اور حرارت ۱۰۵ ڈگری تک بڑھ گئی تھی۔ ان کی صحت ہنوز درست نہیں ہے۔ بخار کبھی بڑھ جاتا ہے اور کسی دن کم ہو جاتی ہے۔ ضعف حد سے زیادہ بڑھ گیا ہے باری تعالیٰ رحم فرمائے اور مریضہ کو صحت کاملہ عطا کرے۔

(۳) منشی محمد تسیم علوی (گڑھی) کے متعلق نزلاوی بخار میں مبتلا ہونے کی اطلاع ملی ہے۔ بخار میں تو کمی بتلائی جاتی ہے لیکن منہ میں دانے پڑ گئے ہیں جو باعث تکلیف ہیں۔ اللہ تعالیٰ جلد تندرست کرے۔

(۴) بیگم قاضی راشد علیخاں کے دفعۃً بعد ۲۰ مارچ [illegible] کی درمیانی شب میں حوالی گردہ درد کا دورہ ہوا جس نے کئی گھنٹہ بیتاب رکھا۔ ڈاکٹر صاحب نے شب ہی میں ایک انجکشن دیا جس سے شدائد میں کمی ہوئی بفضلہ تعالیٰ اب سکون ہے۔

متفرقات:۔ (۱) حسب اعلان سابق ۱۰ محرم [illegible] مطابق ۲۴ مارچ [illegible] بروز پنجشنبہ حضرت حافظ شاہ علی انور قلندرؒ کا فاتحہ سالانہ حسب معمول تکیہ شریف پر بعد مغرب ہوا۔ صبح کو دوپہر تک قرآن خوانی بھی ہوئی تھی۔ بعد فاتحہ حسب دستور حاضرین کو تبرک میں پلاؤ تقسیم کیا گیا اور قصبہ میں کھانا جسمیں چنے کی دال، روٹی، پلاؤ اور کھیر و بورانی شامل تھی بانٹا گیا۔ بعد نماز عشا قوالی کی محفل ہوئی۔ دوسرے دن بروز جمعہ صبح ۹ بجے سے بھی مجلس سماع ہوئی۔ صبح کی محفل بہت کامیاب ہونا بیان کیا جاتا ہے۔

(۲) اطلاع ملی ہے کہ موضع ابراہیم پور ضلع بارہ بنکی جہاں حاجی اعجاز علی صاحب (چاند محل) کی زمینداری ہے ۷ مارچ [illegible] کو ہندوؤں کے ایک بہت بڑے گروہ نے موضع کے مسلمانوں پر حملہ کیا۔ مسلمانوں کو زد و کوب کیا گیا اُنکے مکانات جلائے گئے۔ گھر والوں کو لوٹا گیا اور مسجد کی بے حرمتی کی گئی۔ حاجی اعجاز علی صاحب (جو مع مستورات کے آجکل موضع مذکور میں مقیم تھے) کے بھی خشت باری میں ضربات لگنے کی خبر سنی گئی ہے۔ موصوف کو اپنی حفاظت کے سلسلہ میں بندوق سے دو تین فیر بھی کرنا پڑے۔ حاجی صاحب نے مستورات کو فوراً کاکوری بھیجدیا ہے لیکن خود مع اپنے صاحبزادوں کے

یونائیٹڈ انڈیا پریس لکھنؤ میں باہتمام سید توسل حسین چھپوا کر دفتر کاکوری اخبار مولوی محلہ (لال امی) سے سید محمد مشیر الدین نے شائع کیا۔